www.KitaboSunnat.com

جانبین کی رضا مندی ضروری ہے۔ لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ (پ ۵ النساء ع ۵)

جبر "تراضی" کی روح کے خلاف ہے۔

دوسرا یہ کہ نرخ مقرر کرنے پر اشیاء میں ملاوٹ شروع ہو جاتی ہے۔ تیسرا یہ کہ مارکیٹ سے اشیا غائب ہو جاتی ہیں۔ چوتھا یہ کہ: کنٹرول ریٹ مزید گرانی کا سبب بن جاتا ہے کیونکہ چوری چھپے منہ مانگے دام وصول کرتے ہیں، پانچواں یہ کہ ہو سکتا ہے کہ فی الواقع بائع کو نقصان برداشت کرنا پڑ رہا ہو، اور یہ بجائے خود ظلم ہے۔ بعض حالات میں بعض ائمہ نے اس کی اجازت دی ہے مگر یہ بات حدیث کے خلاف ہے۔

۲۔ **خدا کی شکل پر انسان** یہ دراصل حدیث ان اللّٰہ خلق آدم علی صورتہ (مسلم) کا مضمون ہے ہم نے اپنی تفسیر "التفسیر والتعبیر" (بقرہ ع ۴) میں تفصیل سے روشنی ڈالی ہے، وہاں ملاحظہ فرمالیں۔

صورتہ، اصل میں اضافت تشریفی ہے، جیسے بیت اللّٰہ، ناقۃ اللّٰہ۔ اس سے کسی کی تکریم مقصود ہوتی ہے، بہرحال ظاہری معنی مراد نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ: صورت کے معنی صفت کے بھی ہوتے ہیں، اس کے معنی صرف ہاتھ پاؤں اور منہ یا ناک نہیں ہوتے، چونکہ بہت سی باتوں میں بظاہر صفاتِ الٰہیہ کا حامل ہوتا ہے، جیسے آنکھ، کان، ہاتھ وغیرہ، اس لیے کہا گیا کہ "بصورت حق" پیدا کیا گیا ہے۔ گو ان صفات میں اشتراک رسمی ہے، حقیقت میں مماثلت نہیں ہے تاہم شرف و مزیت کے لیے اتنی سی بات بھی انسان کا مرتبہ دو بالا کر گئی ہے۔

۳۔ **بازار سے لا کر دوں گا۔** حدیث میں یہ بھی ممنوع ہے۔ قال حکیم بن حزام: قلت یا رسول اللّٰہ! یاتینی الرجل فیسالنی عن البیع لیس عندی ما ابیعہ ثم ابتاعہ من السوق. فقال لا تبع مالیس عندک (ابوداؤد و ترمذی وصححہ) یعنی میں نے عرض کی: حضور! میرے پاس ایک صاحب ایسی چیز کا گاہک آتا ہے جو میرے پاس نہیں ہے، پھر اسے بازار سے خرید کر دیتا ہوں (کیا جائز ہے؟) فرمایا جو شے آپ کے پاس نہیں اس کا سودا نہ کیجیے! اس کے جو مفاسد ہیں وہ بالکل ظاہر ہیں مگر آج کل یہ کاروبار بھی عام۔ بلکہ زبانی کلامی سود اور سودا گھر بیٹھے ہو رہا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ بعض حضرات اس کے لیے بھی کوئی وجہ جواز ڈھونڈ لائیں — لیکن یہ تکلف ہوگا اور غلط کاروں کو سہارے مہیا کرنے والی بات۔ ہاں بیع سلم اس سے مستثنیٰ ہے۔

واللّٰہ اعلم۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ